رسول اکرمؐ کے معاہدین واہل الذمہ کے خلاف تادیبی اقدامات

ڈاکٹر سید حیدر شاہ *

The Holy Prophet (P.B.U.H) was merciful to all creatures. His behaviour toward every one was based on kindness. He was benign and tender with every one. He used to treat all his relatives whether they were believers or non-believers with equal tenderness and generosity. The ill-treatment and oppression of non-believer neighbours was born with patience by the Holy Prophet. He used to forgive their behaviour of maltreatment. He used to order is companions to treat the prisoner of wars with gentleness. Not only he forgave his arch-enemies but also provided them financial assistance when ever they needed it. If some non-believer came to him as a guest, his hospitality was remarkable, he used to feed his guests while he himself starved.

The delegates coming from outside Medina, were lodged in Masjid-i-Nabvi. They were carefully looked after. He used to honour and act upon the treaties in true spirit made with the Christians & the Jews. He tolerated the misconduct of the Jews and Christians. Tolerance and forbearance was always shown towards non_Muslims. Even gifts were exchanged with them. In business and in other day to day affairs, non-Muslims were respected and well-treated. Their life, property and honour was safe. They were given liberty to follow their own religion. One can say that the policy of Holy Prophet towards non-Muslims living in Islamic State was based on tolerance and generosity.

دور نبویؐ میں معاہدین واہل الذمہ کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی لازمی طور پر پابندی کی جاتی تھی بلکہ حتی المقدور ان کے ساتھ صبر وتحمل اور عفو ودرگزر کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔جن لوگوں کے خلاف تادیبی کاروائی کی گئی۔تو وہ ان کی عہد شکنی اور شدید جرائم کے باعث ہوئی۔اس میں بھی کافی حد تک نرمی وسہولت برتی گئی۔ان واقعات کی تفصیل اور وجوہات درج ذیل ہیں۔

نمبرا۔بنو قینقاع کا انخلا

میثاق مدینہ میں جو یہودی قبائل شامل تھے۔ان میں تین قبیلے نمایاں تھے۔یعنی بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ۔آپؐ نے یہود سے اس پر معاہدکیا تھا کہ وہ آپؐ کے خلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے۔اور کوئی دشمن آپؐ پر حملہ آور ہوگا تو وہ آپؐ کی نصرت کریں گے۔مگر غزوہ بدر میں آپؐ کو فتح اور قریش کو شکست ہوئی تو یہود نے اس پر غم وغصے کا اظہار کیا۔خصوصاً بنوقینقاع باغی فطرت اور شورش پسند تھے۔اسکندریہ کے یہودیوں کی طرح ہروقت لڑائی جھگڑے کیلئے تیار رہتے تھے۔اور اپنے پست اخلاق کیلئے بدنام تھے [۱] انہوں نے اپنی شرارتوں خباشتوں اور لڑانے بھڑانے کی حرکتوں میں وسعت اختیار کرلی۔اور خلفشار پیدا کرنا شروع کیا۔چنانچہ جو مسلمان ان کے بازار میں جاتا۔اس سے مذاق واستہزا کرتے۔اسے اذیت پہنچاتے۔حتیٰ کہ مسلم خواتین سے بھی چھیڑ چھاڑ کرتے۔ [۲]

ایک مرتبہ کوئی مسلمان عورت ان کے بازار میں کوئی چیز فروخت کرکے ایک سنار کی دکان پر آئی۔دکاندار نے اسکا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا۔عورت نے انکار کیا۔سنار نے اسکے کپڑوں کو چپکے سے کہیں اٹکا دیا۔جب وہ کھڑی ہوئی تو اسکا ستر کھل گیا، وہاں موجود یہودی خوب ہنسنے لگے۔عورت کے شور مچانے پر قریب موجود ایک مسلمان نے اس سنار کو قتل کردیا۔یہودیوں نے جواباً ہجوم کرکے اس مسلمان کو شہید کردیا۔اس مسلمان کے اقربا کی فریاد پر بہت سے مسلمان اکٹھے ہوگئے اور جنگ کا ماحول بن گیا۔ [۳] جب صورت حال زیادہ سنگین ہوگئی۔تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں جمع فرما کر وعظ ونصیحت فرمائی اور رشد وہدایت کی دعوت دیتے ہوئے ظلم وبغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ مگر اس سے ان کی سرکشی اور غرور میں مزید اضافہ ہوگیا۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر میں قریش کو شکست دے کر مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے بنوقینقاع کو جمع کرکے ارشاد فرمایا۔اے جماعت یہود۔اس سے پہلے اسلام قبول کرلو کہ تم پر بھی ویسی مار پڑے جیسی قریش پر پڑ چکی ہے۔انہوں نے جواب دیا۔اے محمدؐ! تمھیں اس بنا پر خود فریبی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ تمہاری مڈبھیڑ قریش کے اناڑی اور ناآشنائے جنگ لوگوں سے ہوئی۔اور تم نے انھیں مارلیا۔اگر تمہاری جنگ ہم سے ہوگئی تو پتہ چل جائیگا کہ ہم مرد (میدان) ہیں۔اور ہمارے جیسے لوگوں

سے تمھیں پالا نہ پڑا تھا۔ ۴

ان کا یہ جواب کھلی بغاوت بلکہ دعوت مبارزت تھا۔ جسکی پیش بندی ضروری تھی۔

زہری کی روایت ہے کہ (اس بارے میں) آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَومٍ خیاَ نَۃً فانبِذاِلَیھِمْ عَلیٰ سَواءٍ ۔ ۵

ترجمہ:۔ اولاگر تمھیں کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو (انکا عہد) ان کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو)، تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بنو قینقاع سے اسی بات کا اندیشہ ہے، عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی طرف گئے اور پندرہ شب ان کا محاصرہ کیا اس دوران انکا کوئی شخص مقابلہ پر نہ نکلا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم پر ہتھیار ڈال کر اپنے کو آپؐ کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں کس دی گئیں۔ آپؐ انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر (ان کے حلیف) عبداللہ بن ابی (منافق) نے آپؐ سے انکی سفارش کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اچھا میں نے انھیں تمہاری خاطر چھوڑ دیا۔ پھر آپؐ نے انھیں جلاوطن کر دیا اور ان کی املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ۶

ڈاکٹر حمیداللہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ ۳ھ کے وسط میں ان یہودیوں نے جاہلیت کی بعض گندی عادتوں کے تحت ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کی۔ جس پر کچھ کشت وخون ہوا۔ رسول اکرمؐ کی سیاست یہ تھی کہ ہر چیز پر تبلیغ کو مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ اس عہد شکنی اور فساد کے سلسلے میں بھی آپؐ نے ان کے پاس جا کر انھیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ انہوں نے نہ معلوم کیا جواب دیا کہ بات بڑھ گئی۔ اور مسلمانوں نے ان کے محلے کا محاصرہ کر لیا۔ اور پندرہ دن کے بعد آنحضرتؐ نے ان کی غیر مشروط اطاعت پر بروایت ابن النعیم انھیں مکرر تبلیغ اسلام فرمائی۔ اور جب نہ مانا تو اسے منظور فرمایا کہ یہ لوگ اپنی غیر منقولہ جائیداد بیچ کر اور منقولہ جائیداد ساتھ لیکر تین دن کے اندر مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں مگر ہتھیار ضبط کر لئے گئے۔ ۷

ایک ہندو مصنف لکشمن جی مہاراج اس بارے میں رقمطراز ہیں۔ ''یہودیوں کی استبداد نوازیوں اور سرکشیوں کو دیکھ کر عامۃ الناس کو پورا یقین تھا کہ اب ان تشنگان خون فرزندان توحید کو آب

خنجر ہی سے سیراب کیا جائیگا لیکن دنیا انگشت بدندان ہوکر رہ گئی جب مجسمہ رحم وکرم ہمدرد بنی نوع انسان حضرت محمدؐ نے عبداللہ بن ابی سردار منافقین کی سفارش پر ان تمام اسیران جنگ کو صرف ملک بدر کردینا ہی کافی سمجھا، ۸؎ اس واقعہ پر برطانوی فاضلہ کیرن آرم سڑانگ نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ ''حضرت محمدؐ کو مدنیہ کے یہودیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی اور نہ وہ کوئی ایسی خواہش رکھتے تھے کہ انھیں صفحہ ہستی سے مٹادیا جائے۔حضرت محمدؐ کی قینقاع سے مخالفت خالصتاً سیاسی نوعیت کی تھی۔ دیگر چھوٹے یہودی قبائل ایک معاہدے کے تحت بڑے آرام سے مسلمانوں کے ساتھ رہ رہے تھے۔ یہ دورامت (مسلمہ) کے لئے بڑا مشکل تھا۔انھیں مکہ والوں کی طرف سے ایک بڑے حملے کا یقین تھا۔ وہ اپنے درمیان کسی دشمن سے ٹکر لینے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔قینقاع کا نکالا جانا دوسرے مخالف گروہوں،ابن ابی اور بنی نجار کے لئے بھی ایک انتباہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ۹؎

جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوا کہ بنوقینقاع نے مسلم خاتون کی بے حرمتی کی۔اسکی حمایت میں لڑنے والے ایک مسلمان سے مقاتلہ کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع ملی تو بنوقینقاع کے رؤساوا کابر کو جمع کرکے نرمی سے سمجھایا کہ آپ لوگوں نے جو طریقہ اختیار کررکھا ہے۔یہ اچھا نہیں۔شرارتیں چھوڑ دو اور خدا سے ڈرو وہ لوگ اپنے آدمیوں کی حرکت پر اظہار ندامت کے بجائے جو شرافت کا بدیہی تقاضا تھا غرور وتکبر پر اتر آئے اور بولے۔ بدر کی فتح پر مغرور نہ ہوجانا ہم سے سابقہ پڑے گا تو معلوم ہوجائیگا کہ لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ ۱۰؎ اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ فرمایا۔جب انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو ان کے حلیف عبداللہ بن ابی کی سفارش پر انتہائی نرمی برت کر صرف ملک بدر کرنے پر اکتفا فرمایا۔ تاکہ انکی کھلی عداوت وشرارت سے محفوظ رہا جاسکے۔

کعب بن اشرف کا قتل

کعب بن اشرف کا تعلق یہود کے دوسرے بڑے قبیلے بنونضیر سے تھا وہ انکا بڑا عالم وشاعر تھا۔یہ قبیلہ بھی میثاق میں شامل اور قیام امن کا پابند تھا۔مگر کعب کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی عداوت رکھتا تھا۔حافظ ابن کثیر نے ابو مالک کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

کہ اس نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر یہ انتظام کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلائے اور چپکے سے قتل کرادے۔قرآن مجید کی یہ آیت اسی واقعہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ ۱۱

اِذھمّ قوم ان یبسطوا الیکم اید یھم فکف ایدیھم عنکم ۔ (المائدہ:۱۱)

اس نے یہودی علما اور پیشوایان مذہب کی تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے ان علمائے یہود سے آپؐ کے متعلق رائے دریافت کی اور جب اپنا ہم خیال بنالیا تب ان کے مقررہ روز سے جاری کیئے'' ۱۲

غزوہ بدر میں قریش کی شکست پر کف افسوس ملتے ہوئے کہا۔آہ وہ سردار جو حرم کے نگہبان اور عرب کے بادشاہ تھے۔انکی موت کے بعد تو ہمارے جینے سے

ہمارا مرجانا بہتر ہے۔پھر وہ خود مکہ معظّمہ پہنچا اور غزوہ بدر میں قریشی مقتولین کے نام لے لے کر نوحہ کہا۔خود رویا اور سامعین کو رلایا۔اپنے اشعار میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دین اسلام کے خلاف خوب زہر اگل کر انھیں انتقام پر مشتعل کیا۔اس پر بس نہ کی بلکہ مدینہ آکر صحابہ کرامؓ کی بیویوں کے نام لے لے کر ان کی تشبیب (نسوانی اوصاف بیان) کرنے لگا۔اس کی اس بیہودگی نے مسلمانوں کی نیندیں حرام کر دیں تو بالآخر آنحضرتؐ کے اذن پر اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔۱۳ کعب کے قتل کے متعلق لکشمن جی لکھتے ہیں۔کہ جب کعب بن اشرف کی بدکلامیوں نے پردہ نشین عورتوں کی عزت پر حملہ کرنا شروع کیا تو حضور انورؐ کو مجبور ہو کر اسکے قتل پر اصرار کرنے والے جانثار بہادروں کو اجازت دینی پڑی۔ ۱۴

کیرن آرم سڑانگ نے اس پر کسی اور انداز سے تبصرہ کیا ہے۔لکھتی ہیں کہ'' وہ حضرت محمدؐ ہمیشہ فتنہ انگیز شاعروں سے خبردار رہے کیونکہ ان کی شاعری جادوئی اثر کی حامل ہوتی تھی شاعری ہلاکت خیز ہتھیار کی مانند تھی۔اس مرتبہ بھی حضرت محمدؐ اس بات کے متحمل نہیں تھے کہ کعب اپنی شاعری سے مدینہ میں امن سکون سے رہنے والے گروہوں میں انتشار پھیلانے کا موجب بنے۔یا مدینہ کے قرب وجوار کے بدو اس کی شاعری سے متاثر ہو کر مدینہ کے خلاف ابوسفیان کے اتحاد کا حصہ بنیں''۔۱۵

مندرجہ بالا شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی جانب سے کعب بن اشرف پر کوئی ظلم نہیں ہوا بلکہ

وہ خود اپنی ناروا حرکتوں سے عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ مشرکین مکہ کی حمایت کر کے مسلمانوں کے خلاف ان کی صفوں میں شامل ہوا۔ آنحضرتؐ کے خلاف یہودی علماء کو اپنا ہم خیال بنایا۔ آپؐ کے قتل کی سازش کی۔ صحابہ کرامؓ اور مسلم خواتین کی شان میں بدکلامی سے مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کیا۔ جس پر آخر وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے قتل پر یہود کی جانب سے کوئی خاص احتجاج بھی نہیں ہوا بلکہ دیگر شر پسندوں کو بھی اپنا انجام نظر آنے لگا۔ اور وقتی طور پر وہ دبک کر رہ گئے۔

یہی حالت ایک اور شر پسند ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کی تھی۔ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف کعب بن اشرف کی مدد کرتا تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضورؐ کے خلاف پارٹیاں بھیجی تھیں۔ اور مستقل طور پر آنحضرتؐ اور مسلم امہ کے لئے خطرہ بنا ہوا تھا۔ طبری نے براء کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابو رافع کے لئے جو حجاز کے علاقے خیبر میں رہتا تھا عبداللہ بن عتیک کی امارت میں چند انصاری بھیجے۔ یہ شخص حضورؐ کو ایذا پہنچاتا تھا اور آپؐ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ لہٰذا اسے قتل کر دیا گیا۔ ۱۶؎ اسکی ہلاکت پر لکشمن جی نے تبصرہ کیا ہے۔ کہ ''سلام بن ابی الحقیق بھی آخر کعب بن اشرف ایسے بدزبان شخص کا جانشین تھا۔ کیوں نہ دریدہ ذہنی اور یاوہ گوئی میں اس سے سبقت لے جاتا۔ آخر کار اسکی فحش گوئی اور اشتعال انگیزی سے تنگ آ کر امن عامہ کی غرض سے اس کے قتل کی اجازت بھی بارگاہ رسالت سے فرزندان توحید نے حاصل کر لی۔ ۱۷؎

بنو نضیر کا اخراج

اس قبیلے کے انخلا کا فوری سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نامی ایک مسلمان نے (لاعلمی میں) بنو عامر کے دو افراد کو قتل کر دیا جو آنحضرتؐ کے کسی معاہدہ امن میں شامل تھے۔ چنانچہ آپؐ کو ان کی دیت کی فکر ہوئی۔ اس غرض سے آپؐ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے۔ آپؐ کی بات سن کر بنو نضیر نے کہا ہاں ابوالقاسم ہم اس تعاون کیلئے (حسب معاہدہ) بالکل تیار ہیں۔ مگر پھر وہ چپکے چپکے باہم سرگوشیاں کرنے لگے اور کہا کہ آج سے بہتر موقع آپؐ کو ہلاک کر دینے کو پھر کبھی نہ ملے گا۔ آنحضرتؐ اس وقت انکے مکانات کی ایک دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ لہٰذا کوئی شخص اس مکان کی چھت پر سے ایک بڑا پتھر آپؐ پر پھینک دے۔ اور آپؐ کو قتل کر کے ہمیں ہمیشہ کیلئے راحت

دے۔ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش نے خود کواس کام کیلئے پیش کیا۔اور آپؐ پر پتھر گرانے کیلئے اس مکان پر چڑھا۔آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابوبکرؓ و عمرؓو علیؓ بھی تھے۔دیوار کے نیچے تشریف فرما تھے کہ اآپؐ کودشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی۔آپؐ فوراً اُٹھ کر سیدھے مدینہ آئے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد صحابہؓ بھی آپؐ کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔آپؐ نے انھیں بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے۔پھر آپؐ نے انھیں جنگ کی تیاری کا حکم دیا ۔ ۱۸ اوران کا محاصرہ کرلیا۔ یہودی آپؐ کے مقابلے میں قلعہ بند ہوگئے۔آپؐ نے محمد بن مسلمہ کے ذریعے ان کو پیغام بھیجا کہ تم نے میرے ساتھ بےوفائی کرنا چاہا تھا۔لہٰذا اب میرے علاقے سے نکل جاؤ۔میرے قریب نہ رہو۔بنونضیر کے سردار حُی بن اخطب نے عبداللہ بن اُبی منافق کی جانب سے امداد کے وعدے پر آپؐ کے حکم کو نہ مانا اور جدی بن اخطب کو آپؐ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ ہم اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جوتم سے ہوسکے کرلو۔آنحضرتؐ نے یہ پیغام سن کر تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے جنگ منظور کرلی ۔زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلاوطنی کی شرط پران سے صلح فرمائی۔آپؐ نے انھیں شام کی طرف جلاوطن کردیا اوراجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا سامان اونٹ پر لادسکیں وہ لے جائیں۔انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جاسکتا تھا ساتھ لے لیا۔یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر لادکر لے گئے۔ان کے ساتھ ڈھول باجے تھے اور گلوکارائیں تھیں۔جو گاتی بجاتی جارہی تھیں۔یہ لوگ پہلے خیبر اور پھر شام کو چلے گئے۔ان کے کچھ سردار مثلاً سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع اور حی بن اخطب وغیرہ خیبر میں جابسے۔اس موقع پران کے صرف دواشخاص نے اسلام قبول کیا اور اپنی املاک پر بدستور قابض رہے۔ ۱۹

بنونضیر میثاق مدنیہ کے فریق ہونے کے باوجود قریش سے ساز باز کرتے رہتے تھے۔موسیٰ بن عقبٰی نے مغازی میں لکھا ہے۔بنونضیر قریش کے ساتھ سازشیں کرتے تھے۔انھیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف جنگ پر ابھارتے تھے اور انھیں خفیہ خبریں دیتے تھے۔ ۲۰ قریش نے بنونضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ محمدؐ کو قتل کردو ورنہ ہم خود آکر تمہارا بھی استیصال کردیں گے۔بنونضیر پہلے

سے اسلام کے دشمن تھے قریش کے پیغام نے ان کو زیادہ آمادہ کیا۔انہوں نے آپؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپؐ تین آدمیوں کو لیکر آئیں ہم بھی اپنے احبار کو لیکر آئیں گے۔آپؐ کا کلام سن کر اگر ہمارے احبار آپؐ کی تصدیق کریں گے تو ہم کو بھی کچھ عذر نہ ہوگا۔لیکن روانگی سے قبل ان کی ایک خاتون نے اپنے مسلمان بھائی کی معرفت اطلاع دی کہ یہودی خنجر لیکر آرہے ہیں اور تمہارے نبیؐ کے قتل کے درپئے ہیں۔یہ سن کر آپؐ نے وہاں جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ۲۱

غزوہ بدر کے مقتولین کا انتقام لینے کی ابوسفیان نے نذر مانی تھی چنانچہ یہ نذر پوری کرنے کی خاطر وہ دوسو سواروں کے ہمراہ نکلا اور مدینہ کے قریب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔پھر رات کی تاریکی میں سلام بن شکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنونضیر کا سردار اور خازن تھا۔سلام نے شراب سے اس کی تواضع کی اور ادھر کے حالات سے اسے باخبر کر دیا اور اسکی آمد کو راز میں رکھا۔ ۲۲ ان کی مسلسل بدعہدیوں کی وجہ سے مدینہ میں خوف کی حالت طاری تھی۔چنانچہ ایک صحابی نے اپنے انتقال سے قبل یہ وصیت کی کہ ان کے انتقال کی خبر آنحضرتؐ کو رات کے وقت نہ دی جائے مبادا یہودی رات کی تاریکی میں آپؐ کو کوئی گزند پہنچائیں۔۲۳ ان حالات میں ان کے خلاف کاروائی ناگزیر ہوچکی تھی۔ آپؐ نے انکے لئے صرف اتنی سزا تجویز فرمائی کہ مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ان کی جانب سے انکار اور قلعہ بند ہونے پر آپؐ نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ان کے قلعوں کے گرد نخلستان تھے جو ان کے لئے آڑ اور کمین گاہ کا کام دے رہے تھے۔جنھیں آپؐ نے کاٹنے کا حکم دیا۔اس پر انہوں نے طعنہ دیا کہ آپ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں۔کیا درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہیں۔۲۴ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ ۔المائدہ: ۵۹۔

ترجمہ:۔ جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے وہ اللہ کے حکم سے کاٹے اور جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر قائم چھوڑا وہ بھی اللہ کے حکم سے تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل و رسوا کرے۔گویا یہ جواب دیا کہ ان حالات میں ان درختوں کا کاٹنا فساد نہیں بلکہ بدعہد ومفسد لوگوں کی قوت کو توڑنا تھا جو نخلستان کی اوٹ میں مسلمانوں سے برسرپیکار تھے۔ محاصرے کی شدت سے مجبور ہوکر جب انہوں نے ہتھیار ڈال

دیئے تو آنحضرتؐ نے نہایت آسان شرائط پر ان سے مصالحت فرمائی۔ بہت سا سامان اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دی تو انہوں نے چھ سو اونٹوں پر اپنا سامان لاد کر مدینہ خالی کر دیا۔ ۲۵ وہ بڑے فخر سے نخلستان سے نکلے جیسے انھیں اس طرح جانے کی بے حد خوشی ہوئی ہو۔ انکی عورتوں نے زرق برق لباس اور زیورات پہنے۔ نیز وہ طبل۔ ڈھول اور بانسریاں بجاتی گاتی نکلیں۔ ۲۶ لکشمن جی لکھتے ہیں۔ کہ آپؐ نے ایسا کریمانہ اور مشفقانہ سلوک کیا جسکی یاد سے اب بھی انسانی اخلاق میں ایک رفعت و بلندی پیدا ہوتی ہے جنگ میں دشمنوں کو مغلوب کر لینے کے بعد کون غارت گری اور لوٹ مار سے باز رہ سکتا ہے۔ مگر حضورؐ نے کسی کی جان و مال سے تعارض نہیں کیا۔ ہتھیار اس لئے رکھ لئے گئے تھے کہ آزاد ہو کر ابھی کوئی اور فتنہ برپا نہ کریں۔ ۲۷

بنو قریظہ کا قتل

یہود مدینہ کا تیسرا بڑا قبیلہ بنو قریظہ تھا۔ اس سے دو مرتبہ معاہدہ ہوا تھا۔ ایک میثاق مدینہ اور دوسرا وہ معاہدہ جو بنو نضیر سے جنگ کے موقع پر ان کے ساتھ ہوا تھا لیکن غزوہ احزاب میں حُی بن اخطب نضری ان کے پاس آیا۔ اور انھیں آنحضرتؐ کے مقابلے میں قریش و غطفان کے ساتھ تعاون پر آمادہ کرنے لگا۔ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے جواب دیا۔ اِنّی لَم اَرمِنُ مُحمدٍ اِلَّا صِدقاً وَوَ فَــــاء (میں نے محمدؐ سے صدق و وفا کے علاوہ کوئی بات نہیں دیکھی) حُی بن اخطب کا اصرار بڑھتا رہا۔ آخر حُی نے یہ وعدہ کیا کہ قریش و غطفان مسلمانوں کو تباہ کیے بغیر لوٹ گئے تو میں تمہارے ساتھ محصور ہو جاؤں گا اور تمہاری مصیبت میں شریک رہوں گا۔ ۲۸ کچھ پس و پیش کے بعد بنو قریظہ مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر تیار ہو گئے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تو آپؐ نے انکے حلیف قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کے ساتھ کچھ صحابہ کرامؓ کو تحقیق حال کیلئے بھیجا۔ جنہیں قرظی سردار کعب بن اسد نے صاف جواب دے دیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کون؟ محمد کیسے۔ اور ان کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ ۲۹

یہ جواب پا کر صحابہ کرامؓ واپس چلے آئے اور آپؐ کو صورت حال اشارے سے بتادی۔ اس کے بعد بنو قریظہ عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شامل ہو گئے۔ ابن اسحاق کا بیان

ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب حضرت حسان بن ثابت کے فارع نامی قلعہ میں مسلم خواتین اور بچوں کے ساتھ تھیں۔ حضرت حسان بھی وہیں تھے۔ حضرت صفیہؓ کہتی ہیں کہ انھیں ایک یہودی قلعہ کے پاس منڈلاتا نظر آیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بنوقریظہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا ہوا معاہدہ توڑ کر آپؐ کے خلاف برسرپیکار ہو چکے تھے۔ اور اُن سے ہماری حفاظت کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سمیت دشمن فوج کے بالمقابل تھے۔ اگر ہم پر کوئی حملہ ہو جاتا تو آپ مدد کیلئے نہیں آسکتے تھے۔ ۳۰؎ حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ کو اس یہودی کے مقابلے پر جانے کو کہا۔ مگر پھر خود قلعہ سے اتر کر اس یہودی کا سر کچل کر قتل کر دیا۔ جس سے یہودیوں کو پھر اس طرف آنے کی جرات نہ ہوئی۔ البتہ وہ دشمن فوج کے ساتھ عملی تعاون کے طور پر سامان رسد پہنچاتے تھے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے انکی رسد کے بیس اونٹ پکڑ لیئے تھے۔ ۳۱؎

مسلمان اس وقت نہایت نازک صورت حال سے دوچار تھے۔ عقب میں بنوقریظہ تھے جن کا حملہ روکنے کیلئے کوئی نہ تھا۔ سامنے مشرکین کا لشکر جرار تھا۔ جنھیں

چھوڑ کر ہٹنا ممکن نہ تھا پھر مسلم خواتین اور بچے بغیر کسی حفاظتی انتظام کے یہودیوں کے قریب ہی تھے سخت اضطراب کی کیفیت تھی۔ جسکا منظر اس آیت میں پیش ہوا ہے۔

اذجاو کم من فو قکم ومن اسفل منکم واد زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و تظنون بالله الظنو ناً (الاحزاب:۱۰)

ترجمہ:۔ جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک اور اٹکانے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں۔

ڈاکٹر حمیداللہ نے سیرۃ حلبیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس جنگ میں مسلمان عورتیں بچے حتیٰ کہ رشتہ داران نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن گڑھیوں میں پناہ گزین تھے وہاں یہ منڈلانے اور بدنیتی سے مواقع تلاش کرنے لگے۔ ایک رات خدشہ تھا کہ یہ سچ مچ حملہ کر بیٹھیں گے۔ آنحضرتؐ نے پانچ سو سپاہی بھیجے جو رات بھر انکی بستی کے پاس تکبیریں لگاتے رہے۔ اس سے یہ ڈر گئے۔ ۳۲؎ ابن سعد نے لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ سلمہ بن اسلم کو دو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ کو تین آدمیوں کے

ہمراہ بھیجتے رہتے تھے۔ جو مدینہ کی حفاظت کرتے تھے۔اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔ کیونکہ بچوں (اور عورتوں) پر بنوقریظہ کی طرف سے اندیشہ تھا۔عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے آپؐ کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔ ۳۳؎

مسلمانوں پر خوف و پریشانی کی حالت میں پچیس دن گزر گئے تو ایک رات ایسی سخت آندھی چلی جس سے لشکر کفار کے چولھے بجھ گئے۔ خیمے اکھڑ گئے۔گھوڑے چھوٹ کر بھاگنے لگے۔ سردی اور تاریکی نا قابل برداشت ہوگئی۔جس سے سارا لشکر بے نیل ومرام واپس لوٹ گیا اور مسلمان بحفاظت مدینہ چلے آئے۔اور اب بنوقریظہ کا حساب بے باک کرنا باقی تھا۔اسکے متعلق حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔کہ بنوقریظہ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مابین پہلے معاہدہ تھا۔جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو بنوقریظہ آپؐ سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان احزاب کو شکست دی تو بنوقریظہ اپنے قلعوں میں محصور ہوگئے۔ جبریل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف چلئے۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو پہلے روانہ فرمایا جب وہ وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرتؐ کو کھلم کھلا گالیاں دیں۔پھر آپؐ نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کیا۔جو پچیس روز تک جاری رہا۔۔۔۔ آخر مجبور ہوکر آپؐ کا فیصلہ ماننے پر آمادہ ہوئے۔جسطرح خزرج اور بنونضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے ۔اسی طرح اوس بنوقریظہ کے حلیف تھا۔اوس نے آنحضرتؐ سے بنوقریظہ کے متعلق بات کی۔آپؐ نے فرمایا۔کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کردے۔انہوں نے کہا سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کردیں وہ ہمیں منظور ہے۔۳۴؎ طبری کی روایت ہے کہ خود بنوقریظہ نے کہا تھا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار ڈالتے ہیں کہ سعد بن معاذ ہمارے فیصلہ کریں۔ جسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبول فرمالیا تھا، ۳۵؎ آپؐ نے سعد کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے۔سعدؓ نے یہ فیصلہ سنایا کہ انکے قابل جنگ مرد قتل کردیئے جائیں۔عورتیں و بچے قید کر کے لونڈی غلام بنالیے جائیں۔اور انکا تمام مال و جائیداد مسلمانوں میں تقسیم ہو۔آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک تو نے اللہ تعالیٰ حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔۳۶؎

بنوقریظہ کے لیے حضرت سعدؓ کا فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق یعنی توریت کے عین مطابق تھا ۔جس پر یہود کا ایمان تھا۔ چنانچہ کتاب استثناء میں مرقوم ہے۔

''جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اسکے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لیے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں۔اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اسکا محاصرہ کرنا اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کردے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا لیکن عورتوں اور بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے مال اور لوٹ کو اپنے لیے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہو کھانا'' ۳۷

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ بنوقریظہ کے متعلق مخالفین اسلام نے بڑے زور کے ساتھ ظلم و بے رحمی کا اعتراض کیا ہے۔لیکن واقعات حسب ذیل ہیں۔

۱۔آنحضرتؐ نے مدینہ میں آکر انکے ساتھ دوستانہ معاہدہ کیا جس میں ان کو مذہب کی پوری آزادی دی گئی اور جان و مال کی حفاظت کا اقرار کیا گیا۔

۲۔بنوقریظہ رتبہ میں بنونضیر سے کم تھے۔یعنی بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسکو صرف آدھا خون بہا دینا پڑتا تھا۔بخلاف اسکے بنوقریظہ پورا خون بہا ادا کرتے تھے۔آنحضرتؐ نے بنوقریظہ پر یہ احسان کیا کہ انکا درجہ بنونضیر کے برابر کر دیا۔

۳۔آنحضرتؐ نے بنونضیر کی جلاوطنی کے وقت بنوقریظہ سے دوبارہ تجدید معاہدہ کی۔

۴۔باوجود ان باتوں کے عہد شکنی کی اور جنگ احزاب میں شریک ہوئے۔

۵۔ازواج مطہرات قلعہ میں حفاظت کے لئے بھیج دی گئی تھیں اُن پر حملہ کرنا چاہا۔

۶۔حُی بن اخطب جو بغاوت کے جرم میں جلاوطن کر دیا گیا تھا جس نے تمام عرب کو برانگیختہ کر کے جنگ احزاب قائم کر دی تھی اس کو اپنے ساتھ لائے جو آتش جنگ کے اشتعال کا دیباچہ تھا۔

ان حالات میں بنوقریظہ کے ساتھ اور کیا سلوک کیا جا سکتا تھا۔ ۳۸

حضرت سعدؓ کا یہ فیصلہ انتہائی عدل و انصاف پر مبنی تھا۔کیونکہ بنوقریظہ نے مسلمانوں کی

موت وزیست کے نازک ترین لمحات میں جوخطرناک بدعہدی کی تھی وہ تو تھی ہی۔اسکے علاوہ انہوں نے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ڈیڑھ ہزار تلواریں ۔ دوہزار نیزے ۔ تین سوزرہیں اور پانچ سو ڈھالیں مہیا کررکھی تھیں ۔جن پر فتح کے بعد مسلمانوں نے قبضہ کیا، ۳۹ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر وینسنک نے (جوغالبًا یہودی تھا) یہ معقول سوال کیا ہے ۔کہ بنونضیر کے ساتھ رعایت کے تلخ تجربے کے بعد کیا بنوقریظہ کی قوت بھی انہی مخالفین کی طاقت میں اضافے کے لئے چھوڑ دی جاسکتی تھی؟

مگر آنحضرتؐ نے پھر بھی نرمی دکھائی اورفرمایا کہ ان یہودیوں ہی کے ایک سابق دوست اور حلیف کو پنچ ٹھہرایا جائے۔وہ جوبھی فیصلہ کرے اسے نافذ کیا جائے۔۔اگر بنوقریظہ خود آنحضرتؐ کو حکم بناتے تو شاید رحمۃ العالمین کا مظاہرہ ہوتا۔ بہر حال اس پنچ نے بھی کوئی خاص سختی نہ کی اورصرف یہ حکم دیا کہ۔توریت میں حضرت موسیٰؑ کو مغلوب دشمن سے برتاؤ کا جو حکم دیا گیا ہے۔ وہی عمل میں لایا جائے۔گویا یہودی اپنے دشمنوں سے جو برتاؤ کرتے ہیں وہی برتاؤ ان سے کیا جائے۔ ۴۰

کیرن آرم سٹرانگ اس بارے میں لکھتی ہیں '' محاصرے کے دوران مسلمان ایک یقینی تباہی سے بچے تھے اوراس بارے میں وہ بہت پر جوش تھے۔قریظہ نے مدینہ کوتباہ کرڈالنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔اگر قریظہ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ خیبر میں آباد یہودی مخالفین سے مل کرجلد ہی دوبارہ مدینہ پرحملہ آور ہوتے۔ہوسکتا تھا کہ اگلی مرتبہ قسمت مسلمانوں کا ساتھ نہ دیتی''۔ ۴۱

یہی بات حسین ہیکل نے لکھی ہے کہ '' اگر بنوقریظہ مذکورہ سازشوں کے محرک نہ ہوتے تو ان سے مسلمانوں کے الجھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔

اسکی وجہ سے انکے حلیف سعد بن معاذؓ کو بھی یقین ہوگیا تھا کہ اگر ان کو زندہ چھوڑ دیا گیا تو کل یہ پھر تمام عرب کو اکسا بھڑکا کر مدینہ منورہ پر یلغار کروادیں گے۔اسلیے سعدؓ نے یہ فیصلہ کیا جو بظاہر ناگوار نظر آتا ہے۔لیکن سعد کی دانست اور یقین کے مطابق یہود کو زندہ رکھنا مسلمانوں کی پوری نسل کو ختم کروانے کے مترادف تھا۔ ۴۲

ان حقائق کی روشنی میں آنحضرتؐ کے یہود کے خلاف تمام اقدامات نہایت مناسب اور ضروری نظر آتے ہیں۔جن کو غیر مسلموں تک نے تسلیم کیا ہے۔مثلاً سٹین لے لین پول اس بارے

میں لکھتا ہے'' یہ ایک سخت اور خونی فیصلہ تھا۔ جوابی پر حملہ کرنے والی کلیسائی فوج کے جرنیلوں کو زیب دیتا تھا۔ یا اسکی مثال اگسٹن دور کے پیوریٹنوں (Puritans) کے ہاں ملتی ہے۔لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان لوگوں کا جرم مملکت سے غداری تھا۔اور وہ بھی ایک محاصرے کے دوران اور جن لوگوں نے تاریخ میں یہ پڑھا ہے کہ ولینگٹن کی فوج جس راستے سے گزری اسکی نشاندہی مفرور سپاہیوں اور لوٹ مار کرنے والوں کی لاشیں کرتی تھیں جو درختوں پر لٹکی ہوئی تھیں۔انھیں ایک غدار قبیلے کے ایک سرسری فیصلہ کی رو سے قتل کیے جانے پر متعجب نہ ہونا چاہیے۔۴۳

سر آرنلڈ لکھتے ہیں'' بُرے لوگوں کا ایک بار نہیں بلکہ سو بار تباہ کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو ابھی تک بے گناہ ہیں اپنی جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیں۔ ۴۴

الغرض آنحضرتؐ تو ساری انسانیت کے بہی خواہ تھے۔آپؐ کی انتہائی خواہش انسانی معاشرے میں قیام امن تھی ۔ جہاد و قتال صرف متحارب قوتوں کے خلاف آخری چارے کے طور پر تھا۔اس میں عورتوں بچوں اور معذورین وغیرہ مستثنیٰ تھے۔قیام امن اور مصالحت کی ہر کوشش کو آپؐ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔آپؐ نے اپنی حیاۃ طیبہ میں جس قدر معاہدے فرمائے سب کا ایفاء کیا۔غیر مسلم اقوام کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی نہ صرف خود پابندی فرمائی بلکہ امت کو بھی اسکی تاکید فرمائی ۔آپؐ کی بعثت کا مقصد تھا کہ تمام انسان اسلام قبول کریں ۔مگر جن لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور اپنے مذاہب پر قائم رہتے ہوئے مصالحت پر آمادہ ہوئے تو آپؐ نے بخوشی قبول فرمایا۔آپؐ نے معاہدین واہل الذمہ کے ساتھ ہمیشہ رواداری کا معاملہ فرمایا۔ میثاق مدینہ میں شامل یہود کو جان ومال اور آبرو وعقیدہ کے تحفظ کی ضمانت دی۔ نجران کے نصاریٰ کو معمولی جزیہ کے عوض مکمل تحفظ کا وثیقہ عطا فرمایا۔ ان کے علاوہ بہت سے غیر مسلم قبائل کے ساتھ مصالحتی معاہدات میں جان ومال اور مذہب وعقیدے میں عدم مداخلت کی ضمانت دی۔ مدنیہ طیبہ مین یہودی قبائل کی بہت سے بدعنوانہوں پر آپؐ تحمل ودرگزر سے کام لیتے تھے ۔ خیبر کے یہود کو فتح کے بعد وہیں رہنے کی اجازت دی ۔ پھر انکی کئی بداطواریوں پر عفوودرگزر کا معاملہ فرمایا۔حتیٰ کہ دشمنوں تک کو معاف کردیا۔عدالتی قضیوں میں ان کے ساتھ مکمل عدل وانصاف کا برتاؤ ہوتا تھا۔آپؐ نے ایک معاہد کے قتل پر مسلمان قاتل سے قصاص لیا۔

اسی طرح قتل خطا کی صورت میں مقتولین کے ورثا کو دیت عطا فرمائی۔ان کے مذہبی معاملات میں آپؐ نے ہمیشہ عدم مداخلت کا رویہ اپنایا۔قبول اسلام میں کسی جبر سے کام نہیں لیا گیا۔حتیٰ کہ نجران کے نصاریٰ کو مسجد میں اپنی عبادت کرنے سے منع نہیں فرمایا۔غیر مسلم اگرچہ آپؐ کی ذات پاک اور دین اسلام سے نفرت کرتے تھے۔مگر آپؐ نے اہل کتاب کے مذہبی رہنماؤں اور مقدس کتابوں کے احترام کی تاکید فرمائی۔کسی کی مذہبی دل آزاری سے منع فرمایا۔آپؐ کے اسوہ کی برکت سے مسلم امہ اب تک مذہبی اقلیتوں کے ساتھ عمومی طور پر عدم تعصب اور مذہبی رواداری کا برتاؤ کرتی ہے۔

﴿الف﴾ ماخذ و مصادر

۱ امیر علی سید۔ روح اسلام (ترجمہ محمد ہادی حسین) لاہور۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء ص: ۱۶۷

۲ مبارکپوری صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، لاہور، مکتبہ سلفیہ، ۲۰۰۱ء ص: ۳۲۶

۳ ابن ہشام، عبدالملک، سیرۃ النبی، لاہور، ادارہ اسلامیات ۲:۲۷

۴ سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، لاہور، اسلامی اکیڈمی ۱۹۸۳ء ۲:۴۹۳

۵ القرآن، الانفال: ۵۸

۶ طبری، ابن جریر، تاریخ الامم والملوک، کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۳ء، ۱:۱۹۵

۷ حمید اللہ ڈاکٹر، رسول اکرام کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت ۱۹۹۱ء ص: ۲۵۱

۸ لکشمن جی مہاراج، عرب کا چاند، روڑی ضلع حصار، پنجاب، دارالکتب سلیمانی ص: ۲۷۴

۹ کیرن آرم سٹرانگ، محمدؐ، لاہور، تخلیقات، ۲۰۰۴ء ص: ۲۴۰

۱۰ آزاد، ابوالکلام، رسول رحمت، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز ۱۹۷۰ء ص: ۳۵۵

۱۱ ابن کثیر، حافظ عماد الدین، تفسیر القرآن، کراچی، نور محمد کتب خانہ، جلد: ۱، پارہ ۵ ص: ۷۰

۱۲ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب ۱۹۹۱ء، ۱: ۲۳۶

۱۳ حسین ہیکل، حیات محمد، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ص: ۴۳۵

۱۴ لکشمن، عرب کا چاند، ص: ۲۶۸

۱۵ کیرن آرم اسٹرانگ، محمدؐ ص: ۲۴۱

۱۶ طبری، تاریخ الامم والملوک ۲:۲۰۳

۱۷ لکشمن، عرب کا چاند، ص: ۲۶۹

۱۸ ابن خلدون، عبدالرحمٰن، تاریخ ابن خلدون، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۲ء۔ ۳:۱۲۲

۱۹ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۴۱۔ ۲۳۹

۲۰ عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، لاہور، دارنشر الکتب اسلامیہ ۱۹۸۱ء، ۷: ۳۳۱

۲۱ ایضاً

۲۲ محمد رضا شیخ، محمد رسول اللہ، (ترجمہ محمد عادل قدسی)، کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ ص: ۳۵۷

۲۳ جزری، علی بن محمد، اسد الغابہ، بیروت، دارالفکر

۲۴ ابن ہشام، سیرۃ النبی ۲:۱۴۳

۲۵ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۲ء، ۱: ۲۶۷

(ب)

۲۶ کیرن آرم سڑانگ، محمدؐ، ص: ۲۵۳

۲۷ لکشمن، عرب کا چاند، ص: ۳۲۰

۲۸ ابن اثیر شیبانی، تاریخ الکامل، بیروت، دارالفکر، ۱۹۷۹ء، ۲: ۱۸۰

۲۹ حلبی، علی بن برہان الدین، سیرۃ حلبیہ، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۹ء، ۴: ۳۶۹

۳۰ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲: ۱۶۴

۳۱ مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص: ۴۱۹

۳۲ سیرۃ، حلبیہ، ۴: ۳۶۶

۳۳ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ۱: ۲۷۵

۳۴ سیرۃ، حلبیہ، ۴: ۴۰۶

۳۵ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۶۲

۳۶ ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۲: ۱۷۳

۳۷ کتاب مقدس (استثناء)، لاہور، بائیبل سوسائٹی انارکلی، ۱۹۷۳ء، باب، ۲۰ آیت، ۱۵-۱۰

۳۸ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ۱: ۲۶۲

۳۹ مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص: ۴۲۹

۴۰ ماہنامہ بیداری، حیدرآباد، اپریل ۲۰۰۴ء، مضمون کا عنوان، جہاد اسلامی، ص: ۲۶

۴۱ کیرن آرم سڑانگ، محمدؐ، ص: ۲۶۹

۴۲ حسین ہیکل، حیات محمدؐ، ص: ۵۳۶

۴۳ بحوالہ۔ روح اسلام ص: ۱۷۳. Lane Poole , Selection from koran introduction P. IXV.

۴۴ بحوالہ۔ روح اسلام ص: ۱۷۴ Arnold, Sermons, 4Th sermon, Wars of the Israelites PP-35 - 36

****